ڈاکٹر حنا کنول
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر عامر اقبال
وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، اسلام آباد
ڈاکٹر انصر عباس
وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، اسلام آباد

اردو ادب کی روایت میں مجلہ "صوفی" کا کردار

Dr. Hina Kanwal
Assistant Professor Urdu, Lahore College for Women University, Lahore.
Dr. Aamar Iqbal
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad.
Dr. Ansar Abbas
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad.

The Role of "Sufi" Magzine in Tradition of Urdu Literature

The Contribution of Mujallah "SUFI" in the Tradition and evolution of Urdu Literature is commendable. This paper covers the multidimensional role of Mujallah "SUFI" for literature, Sufism and educational uplift at large scale. Mujallah "SUFI" was started by Sufi Muhammad Din Awan from Pindi Bahauddin District Gujrat in 1909. This organ vehemently repudiated the fake practices of so-called Tasawwuf. It regularly published writings both from the Muslims and non-Muslims circle writers. The most eminent poets and writers of the sub-continent contributed for it. Among those, for example the renowned poets like Hali, Josh, Hasrat Mohani, Taloke Chand Mehroom were included. Allama Muhammad Iqbal, and Khawja Hassan Nizami, honorably awarded appreciation letters to this Mujallah. Sorrowfully, its publications came across stoppage in 1940. However, it profoundly provided the foundation for the future-

leading literati from Mandi Bahauddin District. The fertile origin and broad base of Urdu literary tradition is indebted to "SUFI" Mujallah.

Keywords: *Educational, Vehemently, repudiated, practices, contributed, appreciation, profoundly, fertile, tradition, indebted.*

اردو شعر و ادب کی ترویج و ارتقا میں برصغیر پاک و ہند کے بیشتر خطوں نے اہم کردار ادا کیا ہے لیکن کچھ علاقے خاص اہمیت رکھتے ہیں جن میں صوبہ پنجاب کا خطہ منڈی بہاؤالدین زمانہ قدیم سے تاریخی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ منڈی بہاؤالدین کی تہذیب و ثقافت ۳۲۶ قبل مسیح قدیم اور تاریخی ہے۔ راجا پورس، سکندر اعظم، سلطان محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، ظہیر الدین بابر، شیر شاہ سوری، اور راجا رنجیت سنگھ سمیت جتنے بھی جنگجو اس خطے سے گزرے انہوں نے یہاں کی تہذیب و تمدن، ثقافت اور ادب پر گہرے نقوش ثبت کیے۔ اردو زبان و ادب کی روایت و ارتقا میں بھی اس خطے کا قابلِ قدر حصہ رہا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہندوستان کی تمام اقوام، خاص کر ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر لڑی تھی لیکن اس کی سزا صرف مسلمانوں کو ملی۔ ناکام جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں کے انتقام کا نشانہ صرف مسلمان تھے۔ مزید یہ کہ انگریزوں نے ہندوؤں کو مختلف مراعات و سہولیات دے کر ساتھ ملا لیا۔ ہندوؤں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وہ صدیوں پرانی ہندو مسلم دوستی کو بھول کر مسلمان دشمنی پر اتر آئے۔ ہندو مسلم اتحاد میں ایک بڑی دراڑ ۱۸۶۷ء میں زبان کے اختلاف سے بھی پڑی جب ہندوؤں نے اردو زبان کو صرف مسلمانوں کی زبان قرار دے کر ناگری رسم الخط لاگو کرنے کے لیے کاوشیں شروع کر دیں۔ برصغیر میں اردو ہندی کا یہ تنازع اس قدر شدت اختیار کر تا گیا کہ سر سید احمد خان اور ان جیسے دوسرے مصالحت پسند مسلمان، جن کا خیال تھا کہ برصغیر کی ترقی ہندو مسلم اتحاد میں مضمر ہے، یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ ہندو کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ بقول اشتیاق حسین قریشی" ہندوؤں کی پہلی تحریک جس نے سید احمد خان کی آنکھوں سے پردہ اٹھایا، اس لیے جاری کی گئی تھی کہ شمال مغربی صوبے میں اردو کی بجائے ہندی کو دوسری سرکاری زبان تسلیم کرایا جائے۔"(۱) ان حالات میں مسلم دانشوروں نے نئے سرے سے اسلام کی شیرازہ بندی کے لیے کوششیں شروع کیں اور برصغیر میں مسلم تشخص اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی سلامتی کے لیے کئی رسائل و جرائد اور ادبی و غیر ادبی تحریکوں کا آغاز کیا۔ ان رسائل و جرائد میں سے کچھ نے ترویج و ترقی کی کئی منزلیں طے کیں اور ایک طویل عرصے تک اردو زبان و ادب کی روایت و

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ارتقا کے ساتھ عوام و خواص اور مسلم تہذیب و ثقافت کی نمائندگی کرتے رہے۔ منڈی بہاؤالدین سے جاری ہونے والا رسالہ "صوفی" بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مجلہ "صوفی" تین دہائیوں تک علاقہ منڈی بہاؤالدین کی عوام کی آواز بنا رہا۔ منڈی بہاؤالدین میں اردو زبان کا وہ ادبی ماحول جو حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، مولوی احمد یار مرالوی، ملک محمد الدین اعوان، دائم اقبال دائم، سراج الدین سراج القادری، جلال الدین شمہاری، حکیم افتخار فخر و دیگر کی کاوشوں کے نتیجے میں پیدا ہوا، اُس کو برقرار رکھنے کے لیے یہاں کے اہلِ ذوق حضرات نے ہمیشہ سنجیدہ کوششوں کا یہ سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ یہ کوششیں، ادبی محافل، مشاعروں، کانفرنسوں اور سیمیناروں کے علاوہ رسائل و جرائد کی شکل میں ہمیشہ سامنے آتی رہی ہیں۔

رسائل و جرائد اپنے عہد کے حالات و واقعات، ماحول اور سماج کی حقیقی تصویر ہوتے ہیں۔ رسائل و جرائد کا رشتہ عوام سے بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح ایک رہبر کا عوام سے ہوتا ہے۔ یہ اپنے عہد کی برائیوں اور فرسودہ رسم و رواج کو دُور کرنے کی بھی سعی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید اپنی کتاب "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ" میں فرماتے ہیں کہ " صحافت کا دُوسرا بڑا مقصد علوم، افکار اور نظریاتِ ادب کی اشاعت و ترویج ہے۔ ادبی جریدہ نگاری جہالت اور لاعلمی کا زنگ اُتار کر عوام اور خواص کے ذہن کو نئی روشنی سے منور کرتی ہے۔"(۲) مدیرانِ رسائل و جرائد کی یہ بھی کوشش رہتی ہے کہ وہ اپنے دور کے انسانیت سوز طور طریقے، معاشرتی برائیوں اور جہالت کا خاتمہ کریں اور اپنے دور کی ثقافت اور ادب کو شائستہ اور عام فہم بنائیں۔ منڈی بہاؤالدین مختلف مضافات پر مشتمل ایک دُور اُفتادہ ضلع ہے۔ یہاں رسائل و جرائد کی اشاعت کا سلسلہ حوصلہ افزاء تو نہیں لیکن ہر دور میں وقتاً فوقتاً اخبارات و جرائد کا اجراء ہوتا رہا ہے۔ منڈی بہاؤالدین میں اردو ادب کے فروغ میں جہاں شعراء اور ادباء نے اپنا اہم کردار ادا کیا ہے وہیں مجلہ "صوفی" نے بھی کلیدی کردار ادا کیا ہے۔

بیسویں صدی اردو صحافت کی تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس صدی میں اردو صحافت نے بہت ترقی کی۔ ابو الکلام آزاد، حسرت موہانی اور مولانا ظفر علی خاں جیسی اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیات نے اس میدان میں قدم رکھا اور اردو صحافت کو دوام بخشا۔ اس بارے میں ڈاکٹر صالح عبداللہ لکھتے ہیں:

" بیسوی صدی کے شروع میں اردو میں تہذیب الاخلاق، اردو اخبار، مخزن، اردو معلی، تہذیب نسواں اور ہمدم لکھنؤ موجود تھے۔ اس کے بعد وکیل امرتسر، پیسہ اخبار لاہور،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

الہلال و البلاغ کلکتہ، مدینہ بجنور، زمیندار لاہور، شائع ہوئے۔ اس دور میں "زمانہ" اور "احرار" کلکتہ سے روزنامے کی شکل میں نکلے۔ مولانا محمد علی جوہر، ابوالکلام، حسرت موہانی، اور ظفر علی خاں نے صحافت کے میدان میں دھوم مچادی"۔[۳]

بیسویں صدی رسائل و جرائد کی صدی ہے جس کے آغاز سے ہی دنیا کی ہر زبان کی طرح اردو زبان نے بھی رسائل و جرائد میں ہندو مسلم مشترکہ تہذیب کی وارث کی حیثیت سے اتفاق، اتحاد، یگانگت اور قومی یکجہتی کی تشکیل و تعمیر کی وہ قندیلیں روشن کیں جس کی مثال ہندوستان کی دیگر زبانوں کے ادب میں مشکل سے ہی مل سکے گی۔ بیسویں صدی کی پہلی دہائی کے اختتام کے قریب جاری ہونے والے مجلہ "صوفی" کا اجراء ملک محمد الدین اعوان کی ادارت میں ۱۹۰۹ء میں پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے ہوا۔ اس کی پہلی جلد کے پہلے شمارے کی طباعت اور اشاعت جنوری ۱۹۰۹ء میں عمل میں آئی۔"[۴] مجلہ صوفی ملک محمد الدین اعوان نے اپنے پیر سید غلام حیدر شاہ جلالپوری کی یاد میں جاری کیا تھا۔ جس کا بنیادی موضوع تصوف تھا۔

تصوف کے موضوعات پر دلچسپی رکھنے والی صحافتی کوششوں کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو ہندوستان سے شائع ہونے والے ماہانہ رسائل و جرائد میں "معارف"، "نظام المشائخ"، "درویش"، "سادھو" اور "صوفی" کے نام سامنے آتے ہیں۔ ان جرائد کا شمار ہندو مسلم عقائد کا پرچار کرنے والے بیسویں صدی کے اہم رسائل میں ہوتا ہے۔ ان جرائد میں مجلہ "صوفی" کی علمی و ادبی خدمات کی بدولت پورے ایک عہد نے استفادہ حاصل کیا۔ صبغہ فاروق رقم طراز ہیں:

> "مجلہ "صوفی" نے صوفیائے کرام کی تمدنی و معاشرتی خدمات اور سرگرمیوں کو شدومد کے ساتھ پیش کر کے مسلمانوں کے سامنے تصوف کی ایک ایسی تصویر پیش کی جو رہبانیت سے کوسوں دُور تھی۔ صرف یہی نہیں "صوفی" نے تصوف کے صحت مند نظری مباحث کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا اور ان جعلی پیروں، فقیروں کی قلعی کھول کر رکھ دی جو تصوف اور اہلِ تصوف کے لیے بد نما داغ کا رتبہ رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں "صوفی" نے برصغیر کے سیاسی عمل کو سمجھا اور بڑی ذمہ داری سے مسلمانوں کی ترجمانی اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا"۔[۵]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس مجلے کے اجراء میں کسی ذاتی مفاد یا مالی منفعت کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا بلکہ اس کے مدیر محمد الدین اعوان پیر سید غلام حیدر شاہ کے مرید تھے اور انھوں نے اپنے پیرو مرشد کے پیغام کی تبلیغ کے لیے اس رسالہ "صوفی" کا آغاز کیا۔ اس بارے میں صوفی نور عالم لکھتے ہیں کہ "صوفی" کے تمام شماروں کے سرِورق پر یہ فقرہ واضح طور پر درج ہوتا تھا کہ "یہ رسالہ بیاد گار مبارک اعلیٰ حضرت سر تاجِ صوفیان، جہاں قبلہ عالم و عالمیان سید حیدر شاہ صاحب قدس سرہ جلالپوری جاری کیا گیا"۔(۶) مدیرِ مجلہ ملک محمد الدین اعوان کا حقیقی نام محمد دین تھا جو ضلع گجرات کے گاؤں موضع مہوٹہ کلاں کے رہنے والے تھے۔ آغاز میں اپنا تخلص "موج" استعمال کرتے تھے تاہم اسے ترک کر کے تخلص "صوفی" رکھ لیا۔ ابتدائی تعلیم انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے قائم کردہ اسلامیہ ہائی سکول لاہور سے حاصل کی۔ ادبی زندگی کا آغاز انجمن حمایت اسلام لاہور کے پلیٹ فارم سے نظم پڑھ کر کیا۔ ملک محمد الدین اعوان عرف صوفی کے بارے احمد الدین فوق لکھتے ہیں:

> "آپ کا حقیقی نام محمد دین تھا جبکہ ملک محمد الدین کے نام سے مشہور و مقبول ہوئے۔ آپ ۱۹ اگست ۱۸۸۱ء کو تحصیل گجرات کے ایک موضع مہوٹہ کلاں میں پیدا ہوئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں ہی تصنیف و تالیف اور شعر و شاعری کی طرف طبیعت نے رجوع کیا۔ طالب علمی ہی میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں ایک نظم پڑھی اور اس کی خوب تعریف ہوئی۔(۷)

انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں آپ نے مسلمانوں کی تعلیم پر بھی اظہار خیال کیا۔ ان کی کمزوریوں کا ہمدردانہ جائزہ لے کر احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کی کوشش کی جس کی بدولت آپ چھوٹی عمر میں ہی بالغ نظری کے متصف ہوئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گردشِ ایام اور تنگدستی نے آپ کو ایسا گھیرا کہ آپ مجبور ہو کر اپنے سسرالی گاؤں پنڈی بہاؤالدین آگئے جہاں آپ کے سسرال والوں کو نمایاں سماجی رُتبے کا حامل سمجھا جاتا تھا۔ یہاں آکر آپ نے مکمل اعتماد کے ساتھ کارخانہ آبِ حیات کا کاروبار شروع کیا اور ہر گزرتے دن کے ساتھ آپ کے کاروبار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے صحافتی میدان میں قدم رکھا اور بیسویں صدی کے ربع اوّل میں "مجلہ صوفی" کا اجراء کیا۔ اس مجلے نے صحافتی میدان میں عظمت کی بلندیوں کو چھوا اور مسلمانوں کی فکری و روحانی راہنمائی اور ترجمانی کا بیڑا اُٹھایا۔ بقول آسیہ جبیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"ملک محمد الدین اعوان "صوفی" کے اجراء سے تقریباً اڑھائی سال قبل ۱۹۰۶ء کے دوران پنڈی بہاؤالدین میں آکر آباد ہوئے۔ انہوں نے اگرچہ "صوفی" ایک چھوٹے سے قصبے سے جاری کیا لیکن معیار اور موضوع کی بدولت اس نے پورے برصغیر میں بھرپور پذیرائی حاصل کی"۔ (۸)

مجلہ "صوفی" کی اشاعت کا بنیادی مقصد تصوف، صوفیائے کرام کی تمدنی و معاشرتی خدمات، ہندو مسلم عقائد کا پرچار اور دیگر ادبی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسے ادب کی ترویج و اشاعت تھا جو زندگی کی گہری بصیرت و معنویت کا حامل ہو اور جو اپنے سماج سے گہری وابستگی بھی رکھتا ہو۔ وہ انسان کی اندرونی حقیقتوں کی بھی ترجمانی کرتا ہو اور اسلامی عقائد کی آبیاری کے ساتھ دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی علم و ادب کے اس چشمۂ نور سے استفادہ حاصل کر سکیں کیونکہ ابتدأیہ مجلہ ہر قسم کے مذہبی تعصب سے پاک تھا۔ بقول صبغہ فاروق:

" مدیر "صوفی" نے پہلے شمارے میں اپنی پالیسی کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ جس طرح حضور قبلہ عالم کے چشمہ فیض سے مسلمان، ہندو، سکھ اور عیسائی یکساں فیض یاب ہوتے تھے اسی طرح کوشش کی جائے گی کہ اس آفتابِ ہدایت یعنی رسالہ "صوفی" کی شعاعیں ہر مذہب و ملت پر یکساں جلوہ فگن ہوں۔" (۹)

مجلہ" صوفی" کے آغاز پر اس میں نہ صرف تمام مذاہب کو یکساں نمائندگی حاصل تھی بلکہ مجلہ کی تحریروں کے ذریعے اس بات کی یقین دہانی کروائی گئی کہ مذاہب میں تعصب، کدورت، کینہ اور حسد کا قلع قمع کیا جائے اور اولادِ آدم ہونے کے ناطے ہر مذہب کی خدمت اور اخلاق کی درستی کے لیے کوشش کی جائے۔ مجلہ "صوفی" کی ابتدائی پالیسی پیر سید غلام حیدر شاہ کی تعلیمات و کردار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بنائی گئی تھی۔ پیر سید غلام حیدر کی تعلیمات بھی دیگر صوفیائے کرام کی طرح کل انسانیت کے لیے محبت کا درس، دل و دماغ کو کدورتوں اور نفرتوں سے پاک اور صاف، تمام انسانیت کی فلاح و اصلاح اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کی منزلوں سے ہمکنار کرنا تھیں۔ مجلہ "صوفی" اسی فکر کے تحت جاری ہوا تھا کہ جس کے اظہار کے لیے طالب آملی کا یہ شعر اس رسالہ کے سرورق پر درج ہوتا تھا:

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن (۱۰)

"صوفی" میگزین کی یہ پالیسی محض اس کی شہرت یا کامیابی کے لیے نہیں تھی بلکہ اس کے ابتدائی کچھ عرصہ تک عملی طور پر ہر طبقۂ فکر کو یکساں مواقع فراہم کیے گئے حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم ادباء و شعراء میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم ادباء و شعراء کی اردو تحریریں باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوتی رہیں۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمانوں کو اپنے مذہبی پیشوا کی تعلیمات و فکر کے بارے اظہار کی مکمل آزادی تھی جس کی تعبیری صورت میں ہندو قوم کی دلچسپی کی خبریں، ہندو شخصیات مثلاً رام اور سیتا، گورو انگد صاحب، سورمی دیویکانند، بھگت کبیر، چھجو بھگت، بابا نانک صاحب اور مہاتما بدھ پر سوانحی مضامین مختلف شماروں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں مجلہ "صوفی" کا شمار ان رسائل میں کیا جاسکتا ہے جو مذہبی تعصب سے مکمل پاک تھے اور ہر مکتب و فکر کے ادیب و شاعر کو لکھنے کی آزادی حاصل تھی۔ بیلی رام آریہ اس پرچے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ " رسالہ ماہ جنوری، مضمون، "صوفی اور فلسفی" پڑھنے سے معلوم ہوا کہ یہ رسالہ صرف مسلمانوں کا ہے مگر اگلے مضامین پڑھ کر یہ خیال رفع ہو گیا"۔[۱۱] مجلہ "صوفی" میں غیر مسلم مصنفین کو اس قدر آزادی حاصل تھی کہ کوئی نیا مسلمان قاری اس کا کسی غیر مسلم ادیب کا مضمون پڑھ کر اس قدر غلط فہمی کا شکار ہو جاتا کہ اس مجلہ کو غیر مسلم اقوام ہی کا مجلہ سمجھنے لگتا لیکن دوسرے لمحے جب وہ کسی مسلمان ادیب یا ایڈیٹر کا مضمون پڑھتا تو اس کا یہ خیال زائل ہو جاتا۔ مجلہ "صوفی" کے بارے کچھ ایسی ہی رائے کا اظہار کرتے ہوئے حکیم فیض الحسن لکھتے ہیں کہ " گرو انگد صاحب کی لائف پڑھ کر معلوم ہوا اس رسالہ کا ایڈیٹر کوئی سکھ ہے مگر سارا رسالہ پڑھنے سے یہ خیال غلط ثابت ہو گیا"۔[۱۲] ہر مذہب و فکر کے افراد کا یکساں مستفید ہونا مدیرِ مجلہ کی بہت بڑی کامیابی سمجھی جاسکتی ہے۔

یہ وہ دور تھا جب برصغیر کے زیادہ تر مسلمان خطہ کی دیگر غیر مسلم اقوام کی نسبت تعلیمی، معاشی، سیاسی اور سماجی لحاظ سے انتہائی کسمپرسی کے دور سے گزر رہے تھے اور ان کو انگریز دشمنی کے ساتھ ہندو تعصب کا سامنا بھی تھا۔ اس لیے مجلہ " صوفی " کی تمام اقوام کے لیے یکساں مواقع کی پالیسی بھی صرف ابتدائی ایک سال تک ہی قائم رہی۔ اس کے بعد مدیر " صوفی " کی جانب سے ایک نیا انداز اپنایا گیا اور اس پرچے کے خاص پہلو کو نمایاں کیا گیا جسے تصوف کا اسلامی پہلو کہا جاسکتا ہے۔ مجلہ "صوفی " نے تصوف اور بلند اسلامی شعائر کے احیاء کے فروغ سمیت برصغیر کے مسلمانوں کو ذہنی پستی اور تعلیمی پسماندگی سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا۔ صبغہ فاروق اس بارے میں لکھتی ہیں:

> " صوفی " کی ابتدائی پالیسی اس لیے بھی نظر ثانی کی محتاج تھی کہ مختلف مذاہب کے زاویۂ نگاہ سے وہ تصوف کے کسی خاص تصور کو تقویت نہ دے پاتا اور عجیب و غریب ملغوبہ بن کر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رہ جاتا۔ نظر ثانی کے بعد اب "صوفی" کی پالیسی کا محور و مرکز تصوف، اسلام، مشاہیر اسلام اور اہلِ اسلام بن جاتے ہیں۔" (۱۳)

اسلامی اور صوفیانہ رنگ اپنانے کے بعد مجلہ "صوفی" کی تمام تر ترجیحات اسلام اور مسلمان قوم بن گئیں۔ صوفیانہ کلام اور صوفی ازم کی تبلیغ و تشہیر کے ساتھ مسلمان قوم کی خامیاں اور کمزوریاں دُور کرنے کی طرف بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ مجلہ "صوفی" مسلمانوں میں فرقہ واریت سے پہلے ہی خائف تھا اور اس کی سختی سے نفی کرتا تھا مزید یہ کہ مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی اور سماجی پسماندگی کی دور کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور مسلمان بچوں کو تعلیمی سطح پر دیگر غیر مسلم اقوام کے برابر کھڑا کرنے کے لیے ان کی اعلیٰ تعلیم کا متفکر نظر آیا۔ مسلمانوں کو ہندو بنیوں کے چنگل سے آزادی دلانے کے لیے اعلیٰ بینکاری کی طرف مائل کیا اور اس کے لیے مختلف فنڈز کا اجراء کیا جس میں ایک اشاعتِ اسلام فنڈ بھی شامل تھا۔ حافظ محمد یعقوب اوجؔ اپنی نظم " فریادِ مسلم" جو کہ اگست ۱۹۲۱ء میں مجلہ "صوفی" میں شائع ہوئی، میں مسلمانانِ برِصغیر کی حالتِ زار کو بیان کرتے ہوئے اور ان کو اپنی ابتری حالت کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

خوابِ غفلت میں پڑے ہم سحر و شام رہے
دور ساغر رہا مست مئے گلفام رہے
طعنۂ غیروں کے سنے موردِ الزام رہے
حیف صد حیف کہ ہر کام میں ناکام رہے
قوم مردہ کا لقب دیتے ہیں اغیار ہمیں
لیجئے جلد خبر، کیجیے بیدار ہمیں (۱۴)

اس عنوان سے متعلق صرف یہ ایک نظم نہیں بلکہ اس وقت مجلہ "صوفی" یا اس جیسے دوسرے رسائل و جرائد میں مسلمانوں کی بیداری کے لیے شعرا و ادبا اپنی جذباتی تحریروں سے کام لے رہے تھے۔ وہ عام مسلمانوں کو اپنی بے بسی اور نا اہلی کا احساس دلا کر اس وقت کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرتے رہے۔ یہ احساس دراصل آزادی کا احساس تھا جو کہ چھن گئی تھی لہٰذا اب مزید سوئے رہنے کا وقت نہیں تھا بلکہ اسلام دشمن اقوام سے مقابلہ کرکے ان سے آزادی واپس لینے کا دور تھا۔ مسلمان قوم کے تابناک ماضی سے پردہ ہٹاتے ہوئے حافظ محمد یعقوب اوجؔ اسی نظم میں ملت اسلامیہ کے سابقہ اور موجودہ عہد کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں وہی ہوں کہ زمانے میں تھی سطوت میری
میں وہی ہوں کہ دلوں پر تھی حکومت میری
میں وہی ہوں کہ زبانِ زد تھی فصاحت میری
آج باقی نہیں وہ شانِ سیاست میری
اب نہ وہ خلق و مروت نہ مدارت کا نام
نہ محبت نہ اخوت نہ مساوات کا نام (۱۵)

مجلہ "صوفی" کی ان جذباتی تحریروں نے انگریز حکومت اور اس کے حواریوں کو اس قدر خوفزدہ کر دیا تھا کہ کئی بار وارننگ دینا پڑی اور آخر کار اسے بھاری جرمانے کے ساتھ بلیک لسٹ بھی کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود مجلہ "صوفی" امت مسلمہ کو جگانے اور آزادی کی جنگ لڑنے کے فرائضِ منصبی کو بخوبی نبھاتا رہا۔ اس عہد میں مذہبی اور نسلی فرقہ پرستی عروج پر تھی اور غیر مسلم رسائل و جرائد مسلمانوں کے خلاف اپنے تعصب کا برملا اظہار کرتے آرہے تھے حتیٰ کہ اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس کے خلاف بھی نازیبا جملے شامل ہوتے تھے۔ مسلمانوں کے لیے یہ بات بہت تکلیف دہ ہے لہٰذا ایسے گستاخانِ رسول کو سبق سکھانے میں مجلہ "صوفی" کا کردار بہت اہم رہا۔ روضہ رسول ﷺ کے بارے غلط الفاظ استعمال کرنے پر "انڈین ڈیلی نیوز" کا خلیق دہلوی کی ایک نظم " صدائے پر درد " (۱۶) جو "صوفی" کے شمارہ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی، میں خوب مواخذہ کیا گیا حتیٰ کو انگریز حکومت کو بھی خبر دار کیا گیا کہ انڈین ڈیلی نیوز کی اس شرارت پر کاروائی نہ تو مسلمانوں کی طرف سے اس کے خطرناک ردعمل کے لیے حکومت تیار رہے۔ مجلہ "صوفی" کے اس بے باک عمل پر اس کو ایک دفعہ پھر وارننگ دے دی گئی۔

مجلہ " صوفی" میں شائع ہونے والے اداریوں اور نثری تخلیقات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کے ترتیب کار جدیدیت کی صحت مندانہ خصوصیات کو ترقی پسند ادب کے اعلیٰ اوصاف سے ہم آمیز کر کے ایک متوازن راہِ ادب پر قلم کاروں کو گامزن کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ایک طرف وہ اسلوبِ بیان پر زور دیتے ہیں تو دُوسری طرف سماجی حقیقتوں کو نظر انداز نہ کرنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ مجلہ "صوفی" نے برصغیر میں انگریزوں کے کردار پر بھی نظر رکھی۔ اس نے برصغیر میں انگریزوں کی مسلمان مخالف پالیسیوں کا نہ صرف پردہ چاک کیا بلکہ ہر سطح پر انگریزوں کو للکارا۔ اس طرح غدر میں انگریزوں کے مخصوص کردار پر روشنی ڈالی جاتی رہی جس کے لیے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خواجہ حسن نظامی کا مضمون ” غدر کی سیدانی۔ ذکیہ بیانی“ جو مئی ۱۹۱۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا، کافی مقبول ہوا جبکہ مولوی محمد ظفر کا مضمون ”حذر الموت“ میں مسلمانوں کو موت کے خوف سے نکلنے اور جہاد کے لیے آمادہ ہونے کی تعلیم دی گئی۔ جس کے بدلے میں حکومت نے مجلہ ”صوفی“ کو بلیک لسٹ کر دیا۔ مجلہ ”صوفی“ کے خلاف حکومتی کاروائیاں کا دورانیہ جنوری ۱۹۱۴ء سے جولائی ۱۹۳۰ء تک جاری رہا۔ اگر غور کیا جائے تو یہی وہ عرصہ ہے جس میں مجلہ ”صوفی“ نے اپنی کامیابیوں کے عروج کو چھوا۔

برصغیر کا مسلمان طبقہ مدیر ”صوفی“ ملک محمد الدین اعوان کی علم پروری سے بخوبی واقف و معترف تھا۔ ملک محمد الدین اعوان کی اسلامی خدمات بارے میں محسن لاہوری فروری ۱۹۱۵ء کے شمارے میں ”فیضانِ صوفی“ کے عنوان سے ایک قطعہ میں ملک محمد الدین اعوان کی علمی، ادبی اور مذہبی خدمات کا یوں اعتراف کرتے ہیں:

حامی دین متین صوفی محمد دین ہے
اور چشمہ فیض کا پنڈء الدین ہے
جس سے ایک جوئے معانی و معارف ہیں رواں
ہو رہی ہے سیر اب جس سے کشت اہل دین ہے (۱۷)

مدیر مجلہ ”صوفی“ ملک محمد الدین اعوان صوفیانہ عقائد رکھنے کے باوجود ترکِ دنیا یا راہِ فرار کے حق میں نہیں تھے بلکہ ان کو مسلمانوں اور اسلام سے محبت تھی۔ ان کے خیال میں مسلمانوں کی نجات اسی میں تھی کہ وہ دنیا کا مقابلہ کریں اور ہر سطح پر کامیابی حاصل کریں۔ مدیر مجلہ نے مذہبی لگاؤ اور مسلمانوں سے ہمدری کے رویّے کے باعث اپنے موضوع کی حدود میں رہتے ہوئے رہبانہ زندگی اور جوگی پن کو جو عیسائیوں کی ایجاد تھے، کی نفی کی اور بارآور کروایا کہ اسلام نے سب سے پہلے جوگی پن اور ترکِ دُنیا کے خیال کو مٹایا۔ یوں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کر کے ”صوفی“ نے اسلامی نظام کی برتری کے کئی پہلوؤں کو اُجاگر کیا اور مسلمانوں میں جذبہ حریت بیدار کرنے کی سعی کی۔ اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی کے جو فرائض ”صوفی“ انجام دے رہا تھا، اسے اس نے پوری بالغ نظری سے نبھایا۔

مجلہ ”صوفی“ کا ایک اور اہم کارنامہ یہ تھا کہ اس کے مدیر نے مسلمانانِ برصغیر میں اسلامی روح کو تازگی بخشنے کے لیے مقاماتِ مقدسہ کی تصاویر جو وہ دورانِ حج خصوصی طور پر بنوا کر لائے تھے، کو مجلہ کے ساتھ مفت میں تقسیم کرنے اور اس کے لیے انعامات دینے کا آغاز کیا۔ مدیر مجلہ کے اس تعمیری عمل سے ”صوفی“ کی شہرت اور مطالبے میں کئی گنا اضافہ ہوا حتیٰ کہ پنڈی بہاؤالدین کا برانچ پوسٹ آفس اس ڈاک کو اٹھانے کے لیے ناکافی تھا اور

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مدیر "صوفی" کی درخواست پر ۱۹۱۶ء میں محکمہ ڈاک نے ایک علیحدہ پوسٹ آفس "صوفی آب حیات" کھولنے کی منظوری دی[۱۸]"صوفی" کے لیے ایک الگ پوسٹ آفس کا قیام مجلہ "صوفی" کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ماہنامہ "صوفی" کو اپنی اشاعت کے طویل دورانیے میں برصغیر کے نامور شعراء، مصنفین و محققین کی معاونت حاصل رہی جو اس کی سنجیدگی، متانت، اور معیاری ہونے کا بین ثبوت ہے۔"صوفی" کے ان قلمی معاونین کی فہرست بہت طویل ہو جاتی ہے لیکن اس میں چند اہم اور چیدہ چیدہ نام پیش خدمت ہیں۔ اکبر الہٰ آبادی، الطاف حسین حالی، دلو رام کوثری، نیاز فتح پوری، سید سلیمان ندوی، خلیق دہلوی، غلام قادر گرامی، سیماب اکبر آبادی، عبدالحلیم شرر، نوح ناروی، قاضی حمید الدین احمد، وجاہت جھنجھانوی، اختر جوناگڑھی، ناصر نذیر فراق دہلوی، خواجہ حسن نظامی، علامہ اقبال، محسن لاہوری، اصغر علی روحی، سید ولی اللہ، مولانا ظفر علی خان، خواجہ عبدالحیٔ فاروقی، اصغر حسین خاں، جوش ملیح آبادی، حکیم احمد شجاع، آصف جاہ میر عثمان علی خاں، جوش ملیح آبادی، حکیم احمد شجاع، مولانا حسرت موہانی، شاکر صدیقی، محمد اکبر منیر، ماہر القادری، مرتضیٰ احمد، میکش، افضل جعفری، سید جماعت علی شاہ، مرزا عزیز فیضانی داراپوری، شوق قدوائی، مولانا عبدالسلام ندوی، نادر کاکوروی، ضیاءالدین احمد برنی، طالب بنارسی، عزیز الرحمن بلگرامی، سفیر کاکوروی، منشی تلوک چند محروم، حکیم احمد حسن سوہاری، مولانا عبدالکلام آزاد، مولوی محمد سعید الحق لکھنوی، نواب سربلند جنگ، حاجی حمید اللہ خاں، ڈاکٹر نکلسن، اسلم جید راجپوری، قاضی محمد سلیمان منصورپوری، محمد بخش مسلم، تمکین کاظمی، منظور حسین منظور، سید طفیل احمد، عبدالرزاق حیدر آبادی، جلال الدین اکبر، اختر شیرانی، شیخ سر عبدالقادر، مولانا اشرف علی تھانوی، ملک نصر اللہ خاں عزیز، حسن علی جامعی، علامہ ابوالارشاد مشہدی، حکیم نیر واسطی، یوسف سلیم چشتی، کیفی، علم الدین سالک، مولانا عبدالمجید سالک، سید عابد علی عابد، سید نذیر نیازی، محمد الدین تاثیر، نذر سجاد حید، حجاب امتیاز علی، عبدالماجد دریا آبادی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی وغیرہ شامل ہیں۔ اس لحاظ سے مجلہ "صوفی" اور اس کے ایڈیٹر کی یہ خوش بختی ہے کہ اردو زبان و ادب کے بڑے بڑے مشہور و معروف شعراء و ادباء کا تعاون حاصل ہوا۔ اس مجلہ کی کامیابی کی یہی مسلّمہ حقیقت ہے جس نے اسے اس بامِ عروج پر پہنچایا جو ہر تحقیقی مجلہ کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ مجلہ "صوفی" نے ان قلمی معاونین کی مدد سے وہ منزلیں سر کیں جن کی توقع اس سے کی جاسکتی تھی۔

اس مجلے نے بہت جلد نئے قلمکاروں کو اپنی طرف راغب کیا۔ نئے لکھنے والوں کے لیے یہ جریدہ کافی کشش کا حامل تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادر الکلام جیّد شعرا نے نے بظاہر حقیر سے حقیر نظر آنے والے موضوعات

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پر دلچسپ اور کامیاب فن پارے تخلیق کیے۔ بظاہر اس مجلے کا مقصد تصوف کے صحت مند نظری مباحث کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا تھا مگر درحقیقت اس مجلے نے زندگی کے تمام موضوعات کا احاطہ کیا اور سنجیدہ علمی مباحث کے لیے اردو زبان کو استعمال کر کے منڈی بہاؤالدین سمیت پورے برصغیر میں اس زبان کی فعالیت کو نمایاں کر دیا۔

تصوف اور اہلِ تصوف کی خدمات پر ماہنامہ "صوفی" کے مدیر کو خواجہ حسن نظامی کی جانب سے خطابات سے بھی نوازا گیا جسے مدیر "صوفی" ملک محمد الدین اعوان نے مجلے کے سرورق پر فخریہ طور پر اپنے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔ "صوفی" نے تصوف اور اہل تصوف کے حوالے سے جو اعلیٰ خدمات انجام دیں اُن کے اعتراف کے طور پر خواجہ حسن نظامی نے مدیر "صوفی" ملک محمد الدین اعوان کو "قلم الفقراء" کا خطاب عطا کیا۔[۱۹] مجلہ "صوفی" کے آغاز پر ہی خواجہ حسن نظامی، علامہ اقبال، اور دیگر صاحب الرائے حضرات کی جانب سے مدیر "صوفی" کو حوصلہ افزائی کے کئی خطوط موصول ہوئے لیکن مدیر کو ملنے والے اس خطاب "قلم الفقراء" نے مدیرِ مجلہ "صوفی" ملک محمد الدین اعوان کے حوصلوں کو ایک نئی شان عطا کی۔ ماہنامہ "صوفی" نے برصغیر میں بسنے والے مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے حقوق کا جس شد و مد سے تحفظ کیا، وہ اس رسالے کا نمایاں کارنامہ ہے۔ اپنی منفرد خصوصیات کی بناء پر مجلہ "صوفی" نے بہت کم عرصے میں ترقی کی منازل طے کیں اور برصغیر میں اردو مسلم صحافت میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

مجلہ "صوفی" کی اشاعت کے بعد اردو صحافت کی دُنیا میں زبردست بیداری اور حرکت پیدا ہو گئی۔ اس مجلے کی تاریخی اہمیت اس اعتبار سے بھی بڑی اہم ہے کہ اس میں بڑے مفید اور جامع مذہبی، تاریخی، علمی و ادبی مضامین شائع ہوتے تھے۔ مجلہ "صوفی" کی علمی و ادبی خدمات اور تصوف و اسلام کی اشاعت پر نظام حیدر آباد دکن کی جانب سے مدیر "صوفی" کے لیے یکم شوال ۱۳۲۶ھ سے ماہوار سو روپے کا عطیہ بطور وظیفہ مقرر کیا[۲۰] جو کسی بڑے اعزاز سے کم نہ تھا۔ مجلہ "صوفی" پنجاب کی تمام زبانوں کے اخبارات و رسائل میں تیسرے نمبر پر اور مسلم صحافت کے اخبارات و رسائل میں پہلے نمبر پر تھا، گویا یہ کہا جا سکتا ہے بیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی میں اردو مسلم صحافت کے اُفق پر "صوفی" کا کوئی ثانی نہ تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ مجلہ "صوفی" کی اشاعت اردو مسلم صحافت میں ایک شاہکار کی مانند ہے اور یہ مجلہ ادبی حالات، تاریخی مضامین اور تصوف کے موضوعات کی وجہ سے درجہ اول کے رسائل میں شمار ہوتا تھا۔

مجلہ "صوفی" کو نہ صرف صوفیانہ عقائد رکھنے والے بلکہ دیگر قارئین بھی "صوفی" کی بہترین کارکردگی اور دبنگ بیان نظر کی وجہ سے ہمیشہ اس کو پسند کرتے رہے اور اس سے اپنی محبت کا اظہار بھی کسی نہ کسی انداز میں جاری رہا۔ گویا "صوفی" دیگر رسائل و جرائد سے نمایاں ہو کر لوگوں کے دلوں میں نقش ہو گیا۔ "صوفی" سے عقیدت کا اظہار کرنے والوں میں غلام نبی صابر بھی شامل ہیں جن کی مجلہ صوفی کی تعریف میں لکھی گئی نظم "سب رسالوں کا ہے سر تاج ہمارا صوفی" کافی مقبول ہوئی۔ نظم سے اقتباس ہے:

صوفیوں کو ہے دل و جاں سے پیارا "صوفی"
راحتِ جاں ہے کیا راج دُلارا "صوفی"
تو ہے پیارا تیرے مضمون بھی سارے پیارے
نام بھی صل علیٰ کیسا ہے پیارا "صوفی"
کوئی ماہوار رسالہ نہیں تیرا ثانی
سب رسالوں کا ہے سر تاج ہمارا "صوفی"
تو طباعت میں فصاحت میں رہا چوٹی پر
بڑھ گیا سب سے اشاعت میں ہمارا "صوفی" (۲۱)

مجلہ "صوفی" کی اشاعت کے تیس سالہ دورانیہ میں اس نے نہ صرف عام شماروں کی اشاعت کی روایت کو برقرار رکھا بلکہ مدیر "صوفی" نے پانچ مختلف موضوعات پر انیس خصوصی شمارے بھی شائع کیے جن میں پانچ رسول ﷺ نمبر، گیارہ عرس نمبر، ایک عید نمبر، ایک ماتمی نمبر اور ایک سلور جوبلی نمبر شامل ہیں جو کہ اردو کی ادبی روایت میں مجلہ "صوفی" کے کردار کی خوبصورت دلیل ہیں۔ ان خصوصی نمبروں کا سالِ اشاعت یہ ہے:

۱۔ رسول نمبر: دسمبر ۱۹۱۸ء، نومبر ۱۹۱۹ء، نومبر ۱۹۲۰ء، نومبر ۱۹۲۱ء، اگست و ستمبر ۱۹۲۸ء۔

۲۔ عرس نمبر: جون ۱۹۱۰ء، مئی ۱۹۱۲ء، اپریل ۱۹۱۵ء، اپریل ۱۹۱۶ء، فروری و مارچ ۱۹۱۷ء، مارچ ۱۹۱۸ء، فروری ۱۹۱۹ء، فروری ۱۹۲۰ء، جنوری و فروری ۱۹۲۱ء، جنوری ۱۹۲۲ء، نومبر ۱۹۲۸ء۔

۳۔ عید نمبر: اپریل و مئی ۱۹۲۸ء

۴۔ ماتمی نمبر: جنوری ۱۹۳۰ء

۵۔ سلور جوبلی نمبر: اپریل ۱۹۳۵ء

اس رسالے میں ہر فکر و خیال کے فن کاروں کی تخلیقات شائع ہوتی رہی ہیں۔ ایک طرف روایتی اندازِ بیاں کی کار فرمائی ہے تو دُوسری طرف جدید فضا بھی اس میں پائی جاتی تھی۔ مجلہ " صوفی "میں شائع ہونے والی بعض تخلیقات اصلاحی اور بعض حسیت کی ترجمان ہوتی تھیں۔ اس کا یہ نظریاتی پہلو اپنی جگہ لیکن اس نے ہیئت کی سطح پر اردو شاعری کو بھی تنوع بخشنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہی نہیں بلکہ مجلہ "صوفی" نے مقامی سطح پر پنڈی بہاؤالدین اور منڈی بہاؤالدین کے علاقے میں مسلم شخصیت کو اُجاگر کرنا بھی اپنی پالیسی کا حصہ بنایا اور مدرسے، سکول، اور مساجد بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً چندہ اکٹھا کرکے علاقہ میں مسلم اقلیت کے لیے ناممکن کام کر دکھائے۔

یہ علمی و ادبی مجلہ مختلف عروج و زوال کی داستانیں رقم کرتا ہوا ۱۹۴۰ء میں مکمل طور پر بند ہو گیا لیکن اس کی علمی و ادبی تحریروں نے برصغیر اور بالخصوص منڈی بہاؤالدین میں مسلم تشخص کو اُبھارنے اور انہیں نئی دُنیا سے روشناس کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ منڈی بہاؤالدین کی ادبی فضاء سے دائم اقبال دائم، مالک رام، مستنصر حسین تارڑ، احمد سلیم، پروفیسر ڈاکٹر سید حسن عسکری، ڈاکٹر خضر حیات نوشاہی، پیر سید خضر حسین چشتی، منور دہلوی، حکیم افتخار فخر، ربط عثمانی، سراج الدین سراج القادری، ڈاکٹر عارف نوشاہی، سید اشفاق ضیاء اور طالب قریشی جیسے معتبر نام دُنیائے ادب میں متعارف ہوئے۔

حوالہ جات

۱۔ اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر۔ برِصغیر پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ (مترجم بلال احمد زبیری)۔ کراچی: جامعہ کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۳۲۰

۲۔ انور سدید، ڈاکٹر۔ پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۲ء، ص ۱۵

۳۔ صالح عبداللہ، ڈاکٹر۔ اردو صحافت میں اظہار و ابلاغ کے مختلف پیرائے کا تنقیدی جائزہ۔ دلّی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۶ء، ص ۱۴

۴۔ ماہنامہ "صوفی"، صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ، پنڈی بہاؤالدین، جلد ۱، شمارہ ۱، جنوری ۱۹۰۹ء، سرورق

۵۔ صبغہ فاروق۔ علامہ اقبال اور مجلہ "صوفی"۔ مقالہ برائے ایم فل اقبالیات۔ اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۰ء، ص ۲

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۶۔ صوفی نور عالم ۔مؤلف ؛ ملفوظات حیدری ۔ مترجمہ ڈاکٹر عبدالغنی ۔ لاہور: القمر بک کارپوریشن، ۱۴۰۴ھ، ص ۳۹۱

۷۔ محمد الدین فوق۔مؤلف؛اخبار نویسوں کے حالات۔لاہور:کشمیر میگزین، ۱۹۱۲ء، ص ۶۲

۸۔ آسیہ جبین ۔منڈی بہاؤالدین میں مزاحمتی شاعری۔ مقالہ برائے ایم فل اردو۔لاہور: یونیورسٹی آف لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۹

۹۔ صبغہ فاروق۔علامہ اقبال اور مجلہ "صوفی" ۔ ص ۷

۱۰۔ یعنی مسلمان قوم کے اطوار وطریقت میں کسی سے کینہ یا بغض رکھنا کفر کہلاتا ہے۔اسلام کا آئین یہ ہے کہ دل شیشے کی طرح صاف وشفاف ہو۔

۱۱۔ بلی رام۔صوفی کلب (آراء)۔مشمولہ ؛ماہنامہ "صوفی" ۔پنڈی بہاؤالدین:صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ، شمارہ ۲، فروری ۱۹۰۹ء، ص ۱۱

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ صبغہ فاروق۔علامہ اقبال اور مجلہ "صوفی" ۔ ص ۸

۱۴۔ اوجؔ، حافظ محمد یعقوب۔فریادِ مسلم۔مشمولہ ؛ماہنامہ "صوفی" ،اگست ۱۹۲۱ء، ص ۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰

۱۶۔ خلیق دہلوی۔صدائے پر درد۔مشمولہ؛ماہنامہ "صوفی" ،اکتوبر ۱۹۱۸ء، ص ۱۲

۱۷۔ محسن لاہوری۔فیضان صوفی۔مشمولہ؛ماہنامہ "صوفی" ،فروری ۱۹۱۵ء، ص ۳۶

۱۸۔ ماہنامہ "صوفی" ۔صوفی آبِ حیات پوسٹ آفس (مبارک باد)، اپریل ۱۹۱۶ء، ص ۲

۱۹۔ خواجہ حسن نظامی۔ روحانی یادگار، بابتہ، ۱۳۳۳ھ ، (فہرست خطابات)۔مشمولہ ؛ ماہنامہ "صوفی" ،مارچ ۱۹۱۵ء، ص ۱۹

۲۰۔ ماہنامہ "صوفی" ۔ایڈیٹر "صوفی" کا نیا اعزاز (اطلاع)۔اگست ۱۹۱۸ء، ص ۳۰

۲۱۔ غلام نبی صابر۔ سب رسالوں کا ہے سرتاج ہمارا "صوفی" ۔ مشمولہ؛ ماہنامہ "صوفی" فروری مارچ ۱۹۱۷ء، عرس نمبر، ص ۵۴